ACADEMIA International Journal for Social Sciences
Volume 4, Issue 3, 2025 ISSN-L (Online): 3006-6638

سکھ مذہب کے دس پیشوا اور ان کی تاریخی اہمیت
The Ten Guru's of Sikhism and Their Historical Significance

سیدہ ثناء گیلانی
Syeda Sana Gilani
Gilanisana17@gmail.com
پی ایچ ڈی اسکالر،شعبہ فارسی،لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی،لاہور
PhD Scholar, Department of Persian, Lahore College for Women's University, Lahore

ڈاکٹر سیدہ فلیحہ زہرا کاظمی
Dr. Syeda Faleeha Zahra Kazmi
Faleeha.zahra@lcwu.edu.pk
صدر شعبہ فارسی،لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی،لاہور
Chairperson, Persian Department, Lahore College for Women University, Lahore

ڈاکٹر ماریہ عمر
Dr. Maria Umer
Mariaumer23@gmail.com
اسٹنٹ پروفیسر،شعبہ فارسی،لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی،لاہور
Assistant Professor, Lahore College for Women University, Lahore
Corresponding Author: * Syeda Sana Gilani Gilanisana17@gmail.com

Received: 13-05-2025 **Revised:** 26-06-2025 **Accepted:** 11-07-2025 **Published:** 07-08-2025

ABSTRACT:

Sikhism, which emerged in the 15th century CE in the Punjab region of the Indian subcontinent, arose as a unique and revolutionary religious movement that left a profound impact on the social, religious, and political landscape of the region. Guru Nanak Dev Ji laid the foundation of this religion, and the nine Gurus who followed him further nurtured his teachings, consolidated Sikh beliefs, and established a structured social and religious framework. These ten leaders, who hold the revered title of "Guru" in Sikhism, were not only spiritual guides but also social reformers, thinkers, and, at times, political leaders. They taught their followers moral and spiritual values and shaped them into a strong and united community.

The purpose of this paper is to present a comprehensive and analytical study of the lives of the ten Gurus of Sikhism and their spiritual, social, religious, and political contributions.

***Keywords**: Sikhism, Ten Gurus, Religious Principles, historical significance*

خلاصہ:

سکھ مذہب، جو پندرھویں صدی عیسوی میں برصغیر پاک و ہند کے پنجاب خطے میں ظہور پذیر ہوا، ایک منفرد اور انقلابی مذہبی تحریک کے طور پر ابھرا جس نے اس خطے کے سماجی، مذہبی اور سیاسی منظرنامے پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ اس مذہب کی بنیاد گرو نانک دیو جی نے رکھی اور ان کے بعد آنے والے نو گرو صاحبان نے ان کی تعلیمات کو پروان چڑھایا، سکھ عقائد کو مستحکم کیا، اور ایک منظم سماجی و مذہبی ڈھانچہ قائم کیا۔ یہ دس پیشوا، جنہیں سکھ مت میں "گرو" کا درجہ حاصل ہے، نہ صرف روحانی رہنما تھے بلکہ سماجی مصلحین، مفکرین اور بعض اوقات سیاسی رہنما بھی تھے جنہوں نے اپنے پیروکاروں کو نہ صرف اخلاقی اور روحانی اقدار سکھائیں بلکہ انہیں ایک مضبوط اور متحد قوم کی شکل میں ڈھالا۔ اس مقالے کا مقصد سکھ مذہب کے دس پیشواؤں کی سوانح حیات، ان کی روحانی، سماجی، مذہبی اور سیاسی خدمات کا جامع اور تجزیاتی مطالعہ پیش کرنا ہے۔

کلیدی کلمات : سکھ مذہب ، دس پیشوا، مذہبی اصول،تاریخی اہمیت(1)

سکھ مت، اپنے بنیادی اصولوں میں توحید، مساوات اور خدمت خلق پر زور دیتا ہے۔ یہ ایک ایسا مذہب ہے جو ذات پات، رنگ و نسل، اور جنس کے امتیاز کو مسترد کرتا ہے اور تمام انسانوں کی برابری پر یقین رکھتا ہے۔ گرو صاحبان نے اپنی تعلیمات اور عملی

اقدامات کے ذریعے ان اصولوں کو سکھ برادری کی روزمرہ زندگی کا حصہ بنایا۔ ان کی قیادت میں سکھ مذہب نے ایک روحانی تحریک سے بڑھ کر ایک منظم سماجی اور بعد ازاں ایک سیاسی قوت کی شکل اختیار کی۔ اس ارتقاء میں ہر گرو کا اپنا مخصوص کردار اور خدمات شامل ہیں، جنہوں نے سکھ قوم کی شناخت، عقائد اور اداروں کو تشکیل دیا۔ یہ مطالعہ سکھ مذہب کی گہرائیوں کو سمجھنے، اس کے تاریخی ارتقاء کو واضح کرنے اور جنوبی ایشیا کی مذہبی تاریخ میں اس کے مقام کو متعین کرنے کی ایک کوشش ہے۔

سکھ مت کا ظہور پندرھویں صدی عیسوی کے ہندوستان میں ایک ایسے وقت ہوا جب برصغیر کا سماجی و مذہبی منظرنامہ کئی تبدیلیوں سے گزر رہا تھا۔ یہ دور مغل سلطنت کے قیام اور بھکتی تحریک و صوفی ازم کے عروج کا تھا۔ سکھ مذہب نے انہی فکری اور سماجی دھاروں سے متاثر ہو کر اپنی منفرد پہچان بنائی۔پندرھویں صدی کا ہندوستان مذہبی تنوع کا گہوارہ تھا۔ ہندو مت کے مختلف فرقے، جن میں ذات پات کا نظام گہرا تھا، معاشرتی ڈھانچے پر حاوی تھے۔ بدھ مت اور جین مت بھی موجود تھے، جبکہ اسلامی تعلیمات صوفیائے کرام کے ذریعے پھیل رہی تھیں۔ یہ ایک ایسا وقت تھا جب معاشرتی ناہمواریوں اور مذہبی رسومات کی پیچیدگیوں کے خلاف آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ گرو نانک دیو جی نے اسی ماحول میں آنکھ کھولی اور اپنی تعلیمات کو پروان چڑھایاسکھ مت کا ظہور، جس میں توحید، بت پرستی کی ممانعت، اور ذات پات کے نظام کی نفی پر زور دیا گیا، دراصل قرون وسطیٰ کے ہندوستان میں مذہبی اصلاح اور مروجہ سماجی و مذہبی ڈھانچوں پر سوال اٹھانے کے ایک وسیع رجحان کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ رجحان اسلامی مساوات پسند اصولوں اور بھکتی کے والہانہ عقیدت کے پہلوؤں سے متاثر تھا. اس طرح، سکھ مت نے ایک ایسے وقت میں جنم لیا جب معاشرتی ناہمواریوں اور مذہبی پیچیدگیوں کے خلاف ایک نئی فکری بیداری پیدا ہو رہی تھی، اور اس نے اس بیداری کو ایک منظم شکل دی۔ (2)

سکھ مت کی نظریاتی بنیادیں اس کے بانی گرو نانک دیو جی کی تعلیمات میں پیوست ہیں، جنہوں نے ایک منفرد روحانی، سماجی اور سیاسی نظام ترتیب دیا۔

وحدانیت کا تصور (نرنکار، اِک اونکار): سکھ مت کا بنیادی اور مرکزی عقیدہ خدا کی وحدانیت ہے، جسے "نرنکار" (بے ہیئت اور کسی واضح شکل کے بغیر) اور "اِک اونکار" (ایک خدا) سے تعبیر کیا جاتا ہے. یہ عقیدہ وحدت الوجود اور عقیدہ توحید کی ایک قسم ہے، جہاں خدا کو غیر صفاتی (نرگن) ایک مبہم، نادیدہ مگر ہر جگہ موجود اثرپذیر شے – اور صفاتی (سرگن) جس کی خوبیاں اور صفات تمام مخلوق میں آشکار ہیں ۔

مساوات اور ذات پات کی نفی: سکھ مت ذات پات کے نظام کی مکمل نفی کرتا ہے اور تمام انسانوں کی برابری پر زور دیتا ہے. یہ ہندو مت کے ذات پات کے انسانیت سوز بندھنوں، مخلوق پرستی، بت پرستی اور فرضی دیوی دیوتاؤں کے خلاف ایک مصلحانہ تحریک کے طور پر سامنے آیا. برہمنوں کے تفوق اور مذہبی ورثہ پر ان کی جاگیرداری کو ختم کرنے کے لیے سکھ مت ایک مصلح کی شکل میں نمودار ہوا.

- **دس گرو صاحبان: سوانح و خدمات**

سکھ مذہب کے ارتقاء اور استحکام میں دس گرو صاحبان کا کردار بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر گرو نے اپنے پیشرو کی تعلیمات کو آگے بڑھایا اور وقت کے تقاضوں کے مطابق سکھ قوم کو نئی جہتیں عطا کیں۔

گرو نانک دیو جی (1469-1539)

گرو نانک دیو جی سکھ مذہب کے بانی اور پہلے گرو تھے، جو 15 اپریل 1469ء کو رائے بھوے کی تلونڈی (موجودہ ننکانہ صاحب، پنجاب، پاکستان) میں کلیان چند کالو بیدی اور ماتا ترپتا کے ہاں پیدا ہوئے. ان کے والد گاؤں میں فصل کی محصولات کے مقامی پٹواری تھے. ان کی ایک بہن بی بی نانکی تھیں جو ان سے پانچ سال بڑی تھیں. 1475ء میں بی بی نانکی کی شادی ہوئی اور وہ سلطان پور چلی گئیں، جہاں نانک بھی اپنی بہن اور بہنوئی کے ساتھ رہنے کے لیے پہنچے. تقریباً 16 سال کی عمر میں نانک نے دولت خان لودھی کے ماتحت کام کرنا شروع کیا.

24 ستمبر 1487ء کو نانک نے ماتا سلکھنی سے بٹالہ میں شادی کی، اور ان کے ہاں دو بیٹے سری چند (1494ء) اور لکھمی چند (1497ء) پیدا ہوئے. سری چند نے بعد میں اداسی فرقے کی بنیاد رکھی. گرو نانک کی ابتدائی تعلیم پنڈت گوپال جی سے شروع ہوئی. بعد میں، ان کے والد نے انہیں ایک مسلمان درویش سید حسن کے پاس فارسی پڑھنے کے لیے بھیجا، جہاں انہوں نے اسلامی تعلیمات سے واقفیت حاصل کی. سکھ روایات کے مطابق، 1499ء کے لگ بھگ، 30 سال کی عمر میں انہیں ایک کشف ہوا، جس کے بعد انہوں نے اپنی زندگی کو روحانیت کے لیے وقف کر دیا. گرو نانک نے بھائی لہنا کو اپنا جانشین گرو مقرر کیا اور انہیں گرو انگد کا نام دیا. 22 ستمبر 1539ء کو گرو نانک کرتار پور میں 70 برس کی عمر میں انتقال کر گئے.

روحانی، سماجی، مذہبی اور سیاسی خدمات: گرو نانک کو "زمانے کا عظیم ترین مذہبی موجد" قرار دیا جاتا ہے. انہوں نے دور دراز کے سفر (اداسیاں) کیے تاکہ لوگوں کو اس ایک خدا کا پیغام پہنچا سکیں جو اپنی ہر تخلیق میں جلوہ گر ہے اور لازوال حقیقت ہے. ان کی یہ یاترایں محض روحانی سفر نہیں تھیں بلکہ ان کا مقصد اپنے الہی پیغام کو وسیع پیمانے پر پھیلانا تھا. انہوں نے وشال بھارت کے ہر کونے تک رسائی حاصل کی اور مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک کے مذہبی مراکز کا بھی دورہ کیا، جہاں انہوں نے مختلف بھارتی اور شامی مذہبی روایات کا گہرائی سے مشاہدہ کیا.

گرو نانک نے ایک منفرد روحانی، سماجی اور سیاسی نظام ترتیب دیا جس کی بنیاد مساوات، بھائی چارے، نیکی اور حسن سیرت پر تھی. ان کی تعلیمات کا بنیادی محور توحید (ایک خدا پر یقین) تھا، اور وہ بت پرستی کی سخت مخالفت کرتے تھے. انہوں نے ذات پات کے نظام کی مکمل نفی کی اور تمام انسانوں کی برابری پر زور دیا، یہ ایک انقلابی سماجی اصلاح تھی جس کا مقصد ہندو مت کی ذات پات کی بنیاد پر انحطاط میں ڈوبتی ہوئی انسانیت کو معاشرے میں اس کا صحیح مقام دلانا تھا. گرو نانک نے "لنگر" کے نظام کا آغاز کیا، جہاں تمام لوگ، بلا تفریق مذہب، ذات پات، جنس یا نسل، ایک ساتھ بیٹھ کر مفت کھانا کھاتے تھے. یہ نظام سماجی مساوات اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دینے کا ایک عملی مظاہرہ تھا. انہوں نے "نام جپنا" (خدا کا نام جپنا)، "کِرت کرنی" (ایمانداری سے محنت کرنا)، اور "ونڈ چکھنا" (اپنی کمائی بانٹ کر کھانا) کے تین بنیادی اصول سکھائے، جو روحانیت کے ساتھ ساتھ عملی اور سماجی ذمہ داریوں کو بھی اجاگر کرتے تھے.

گرو نانک نے بین المذاہب مکالمے کو فروغ دیا اور مختلف مذاہب کے لوگوں کے ساتھ بامعنی گفتگو کی. انہوں نے ہر ملاقات کو کھلے ذہن اور ہمدردی سے دیکھا، ان کے عقائد اور طریقوں کو سمجھنے اور ان کی تعریف کرنے کی کوشش کی. انہوں نے ہندوؤں کے ساتھ خدا کی وحدانیت اور نیک زندگی گزارنے کی اہمیت پر زور دیا، جبکہ مسلمانوں کے ساتھ خدا کے لیے عقیدت اور خیرات کی اہمیت کے تصور کو تلاش کیا. یہاں تک کہ انہوں نے کرتار پور میں ایک مسجد بھی تعمیر کروائی اور اس میں نماز پڑھانے کے لیے ایک امام بھی مقرر کیا، جو ان کے بین المذاہب ہم آہنگی کے نقطہ نظر کو ظاہر کرتا ہے. گرو نانک کی تعلیمات نے سکھ مت کی فلسفیانہ اور عملی بنیادیں فراہم کیں، جو اسے ایک منفرد مذہبی راستہ بناتی ہیں۔ ان کی تعلیمات، جو "اِک اونکار" کے تصور، ذات پات کے نظام کی نفی، اور "نام جپنا، کِرت کرنی، ونڈ چکھنا" کے اصولوں پر مبنی تھیں، نے سکھ مذہب کو محض ایک ہندو فرقے یا اسلامی شاخ سے ممتاز کیا۔ یہ تعلیمات ایک ایسے نئے راستے کی بنیاد بنیں جس نے مستقبل میں سکھ قوم کی آزادانہ شناخت اور ارتقاء کی راہ ہموار کی۔

گرو انگد دیو جی (1504-1552)

گرو انگد دیو جی، جن کا پیدائشی نام لہنا جی تھا، سکھ مذہب کے دوسرے گرو تھے. وہ 31 مارچ 1504ء کو سرائے نگا نامی گاؤں میں پیدا ہوئے جو پنجاب کے ضلع مکتسر میں واقع ہے. ان کے والد کا نام پھیرو اور والدہ کا نام ماتا رامو تھا. گرو نانک دیو جی نے بھائی لہنا کو اپنا جانشین مقرر کیا اور انہیں "انگد" کا نام دیا، جس کا مطلب "بہت ہی اپنے" یا "اپنے حصے" ہے، جو گرو نانک کے ساتھ ان کی گہری روحانی وابستگی کو ظاہر کرتا ہے. گرو انگد دیو جی 28 مارچ 1552ء کو 48 سال کی عمر میں انتقال کر گئے.

روحانی، سماجی، مذہبی اور سیاسی خدمات: گرو انگد دیو جی نے گرو نانک کی تعلیمات کو منظم کرنے اور انہیں مزید پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا. ان کی سب سے اہم خدمات میں سے ایک پنجابی زبان کے لیے "گرمُکھی" رسم الخط کو معیاری بنانا تھا. اگرچہ گرمکھی کے حروف پہلے سے موجود تھے، گرو انگد نے انہیں ترتیب دیا اور اسے سکھ متون کی تحریر کے لیے ایک مستند شکل دی. اس اقدام نے سکھ مذہب کو اپنی ایک منفرد ادبی اور تعلیمی روایت فراہم کی، جس نے سکھ شناخت کو مزید مستحکم کیا اور گرو صاحبان کی تعلیمات کو وسیع پیمانے پر پھیلانے میں مدد دی، جو موجودہ سنسکرت یا فارسی علمی روایات سے آزاد تھی. ایک منفرد رسم الخط کی تشکیل نے سکھ کمیونٹی کو اپنی مذہبی کتابوں اور تعلیمات کو اپنی زبان میں محفوظ کرنے اور پڑھنے کے قابل بنایا، جو ان کی ثقافتی اور مذہبی خود مختاری کے لیے ایک اہم قدم تھا۔

گرو انگد دیو جی نے گرو نانک کے شروع کردہ "لنگر" کے نظام کو بھی مضبوط کیا. اگرچہ فراہم کردہ معلومات میں ان کے مخصوص کردار کی تفصیلات کم ہیں، لیکن لنگر کے نظام کی اہمیت اور گرو صاحبان کے اجتماعی کردار کے تناظر میں یہ واضح ہے کہ انہوں نے اس سماجی مساوات کے نظام کو جاری رکھا اور اس کی ترویج میں حصہ لیا. لنگر کا نظام سکھ مت کے بنیادی اصولوں، یعنی بلا تفریق خدمت اور بھائی چارے، کو عملی شکل دینے میں کلیدی حیثیت رکھتا تھا. انہوں نے سکھ "سنگت" (جماعت) کو بھی منظم کیا اور گرو نانک کی تعلیمات کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ گرو انگد دیو جی کی قیادت میں سکھ برادری نے اپنی روحانی بنیادوں کو مستحکم کیا اور ایک منظم شکل اختیار کرنا شروع کی، جو مستقبل میں اس کی ترقی اور پھیلاؤ کے لیے ضروری تھی۔ ان کی خدمات نے سکھ مذہب کو گرو نانک کے بعد کی نسلوں تک پہنچانے میں کلیدی کردار ادا کیا اور اسے ایک پائیدار مذہبی تحریک بنانے میں مدد دی۔

گرو امر داس جی (1479-1574)

گرو امر داس جی سکھ مذہب کے تیسرے گرو تھے، جو 5 مئی 1479ء کو بسرکے، امرتسر، پنجاب (بھارت) میں تیج بھان بھلا اور ماتا لچھمی کے ہاں پیدا ہوئے. انہیں 26 مارچ 1552ء کو 73 سال کی عمر میں سکھ گرو بنایا گیا، اور انہوں نے 1552ء سے 1574ء تک 22 سال تک گرو کے منصب پر فائز رہے. گرو امر داس جی 1 ستمبر 1574ء کو گوندوال، پنجاب میں وفات پائی.

روحانی، سماجی، مذہبی اور سیاسی خدمات: گرو امر داس جی نے سکھ مذہب کی سماجی اور تنظیمی بنیادوں کو مزید مضبوط کیا. ان کی خدمات میں سماجی اصلاحات اور سکھ اداروں کی تشکیل نمایاں ہیں۔گرو امر داس نے سماجی برابری پر زور دیا اور ہندو معاشرتی رسومات میں کئی اہم اصلاحات متعارف کروائیں۔ انہوں نے "آنند کارج" (سکھ شادی کی رسم) کو متعارف کرایا. انہوں نے بیوہ کی شادی کو فروغ دیا اور مردوں کی بیک وقت دو شادیوں پر پابندی لگائی، جو اس وقت کے معاشرتی رواج کے خلاف ایک انقلابی قدم تھا. انہوں نے خواتین کے پردے کو اجتماع میں سر ڈھانپنے تک محدود کیا اور اموات پر بے جا رونے پیٹنے کو ممنوع قرار دیا. یہ اصلاحات سکھ مذہب کو ہندو مت کے روایتی اور بعض اوقات ظالمانہ سماجی رسومات سے ممتاز کرتی تھیں، اور سکھ برادری کو ایک زیادہ مساوات پسند اور انسانیت دوست معاشرتی ڈھانچے کی طرف لے گئیں.

گرو امر داس کی خدمات نے سکھ مذہب کو ایک مضبوط سماجی ڈھانچہ اور ایک واضح شناخت فراہم کی۔ ان کی اصلاحات نے ہندو معاشرتی اصولوں کو براہ راست چیلنج کیا اور سکھ مت کے مساوات پسند اور الگ نوعیت کو تقویت بخشی، جو گرو نانک نے شروع کی تھی. لنگر کے نظام کی توسیع نے بے ذات communal dining کے اصول کو مزید مستحکم کیا، جو اس وقت کا ایک انقلابی سماجی بیان تھا اور اس نے نچلی ذاتوں کے لوگوں کو سکھ مذہب کی طرف راغب کرنے میں مدد کی۔

گرو رام داس جی (1534-1581)

گرو رام داس جی سکھ مذہب کے چوتھے گرو تھے، جو 24 ستمبر 1534ء کو چونا منڈی، لاہور، پنجاب میں پیدا ہوئے. سکھ مت اختیار کرنے سے پہلے ان کا نام "جیٹھا جی" تھا. انہیں 30 اگست 1574ء کو گرو امر داس جی نے اپنا جانشین مقرر کیا اور انہیں "رام داس" کا نام دیا. گرو امر داس نے انہیں اپنا داماد بھی بنایا تھا. گرو رام داس نے سات سال تک گرو کے طور پر خدمات انجام دیں. وہ گرو ارجن دیو جی کے والد تھے، جو ان کے بعد پانچویں گرو بنے. گرو رام داس جی 1 ستمبر 1581ء کو امرتسر، پنجاب میں وفات پائی. ان کی جائے پیدائش پر لاہور میں گردوارہ جنم استھان گرو رام داس موجود ہے.

روحانی، سماجی، مذہبی اور سیاسی خدمات: گرو رام داس جی کی سب سے اہم اور دیرپا خدمت امرتسر شہر کی بنیاد اور ترقی تھی گرو رام داس نے شہنشاہ اکبر سے لاہور میں ملاقات کی، جہاں انہوں نے اپنے روحانی اور صوفیانہ کلام سے اکبر کو متاثر کیا. اس کے عوض انہیں لاہور کے قریب ایک بڑی جائیداد ملی، جہاں انہوں نے امرتسر شہر کی بنیاد رکھی. یہ شہر بعد میں سکھ مذہب کا روحانی اور ثقافتی مرکز بن گیا. گرو رام داس نے ہرمندر صاحب (گولڈن ٹیمپل) کی تعمیر کا آغاز کیا، جو سکھوں کی سب سے مقدس عبادت گاہ ہے. اس کی بنیاد ایک مسلمان صوفی بزرگ حضرت میاں میر جی نے رکھی تھی. یہ اقدام سکھ مذہب کی بین المذاہب ہم آہنگی اور شمولیت پسندی کی ایک شاندار مثال ہے، جو اس وقت کے مذہبی تناؤ کے ماحول میں ایک غیر معمولی عمل تھا. ہرمندر صاحب کی تعمیر نے سکھ برادری کو ایک مرکزی روحانی مقام فراہم کیا، جس نے ان کی شناخت کو مزید مستحکم کیا۔ گرو رام داس نے سکھ مت کی تبلیغ کے لیے "مسندوں" (مبلغین) کا نظام مزید منظم کیا. یہ مبلغین سکھ تعلیمات کو دور دراز علاقوں تک پہنچاتے تھے اور برادری کے درمیان رابطے کا کام کرتے تھے، جس سے سکھ مذہب کا پھیلاؤ تیز ہوا. گرو رام داس کے زمانے میں زراعت اور تجارت نے بھی ترقی پائی. امرتسر کی بنیاد نے اسے ایک تجارتی مرکز کے طور پر بھی فروغ دیا، جس سے سکھ برادری کی اقتصادی حالت بہتر ہوئی۔ گرو رام داس کی خدمات نے سکھ مذہب کو ایک مضبوط جغرافیائی اور مالیاتی بنیاد فراہم کی، جس نے اس کے مستقبل کے پھیلاؤ اور خود مختاری کے لیے راہ ہموار کی۔ امرتسر کا قیام اور دسوندھ کا نظام سکھ برادری کی تنظیم اور استحکام میں اہم سنگ میل ثابت ہوئے، جس نے اسے ایک مضبوط اور خود مختار کمیونٹی کے طور پر ابھرنے میں مدد دی۔

گرو ارجن دیو جی (1563-1606)

گرو ارجن دیو جی سکھ مذہب کے پانچویں گرو تھے، جو 15 اپریل 1563ء کو گوندوال میں گرو رام داس اور بی بی بھانی کے ہاں پیدا ہوئے. بی بی بھانی گرو امر داس کی بیٹی تھیں، اس طرح گرو ارجن دیو جی گرو امر داس کے نواسے تھے. انہوں نے اپنے بچپن کے ابتدائی 11 برس اپنے نانا شری گرو امر داس جی کے زیر سایہ گزارے اور ان سے گرمکھی کی اعلیٰ مہارت حاصل کی. انہوں نے دیوناگری گاؤں کے دھرم شالہ سے سیکھی، سنسکرت میں ان کے استاد پنڈت بینی تھے، اور گنت کا علم ماما موہری جی سے حاصل کیا. انہیں اپنے ماموں بابا موہن جی نے مراقبہ کی تعلیم دی. یکم ستمبر 1581ء کو وہ گرو کے منصب پر فائز ہوئے.

گرو ارجن دیو جی کو 30 مئی 1606ء کو لاہور میں شہنشاہ جہانگیر کے حکم پر قتل کر دیا گیا. قلعہ لاہور کے قریب گوردوارہ ڈیرہ صاحب انہی کی یاد میں تعمیر کیا گیا ہے.

روحانی، سماجی، مذہبی اور سیاسی خدمات: گرو ارجن دیو جی کا دور سکھ مذہب کے لیے روحانی استحکام اور بڑھتی ہوئی سیاسی کشیدگی کا دور تھا. ان کی سب سے بڑی خدمت سکھ مذہب کی مقدس کتاب، "آدی گرنتھ" (بعد میں گرو گرنتھ صاحب) کی تدوین تھی۔یہ گرو ارجن دیو جی کا سب سے عظیم کارنامہ **گرو گرنتھ صاحب کی تدوین**تھا. انہوں نے 1603ء میں اس کی ترتیب و تدوین شروع کی اور 1604ء میں مکمل کیا. اس میں گرو نانک دیو جی اور پہلے چار گرووں کے کلام کے علاوہ، مسلمان صوفیاء (جیسے شیخ بابا فرید شکر گنج) اور ہندو بھگتوں (جیسے کبیر اور سور داس) کا کلام بھی شامل کیا گیا. اس شمولیت کا مقصد گرو گرنتھ صاحب کو مذہبی تعصب سے بالاتر رکھنا اور اسے پورے پنجاب کی اجتماعی فہم و فراست کا ترجمان بنانا تھا. یہ اقدام سکھ مذہب کی عالمگیر نوعیت اور اس کے بین المذاہب ہم آہنگی کے اصولوں کو اجاگر کرتا ہے. گرو گرنتھ صاحب کی تدوین نے سکھ مذہب کو ایک منفرد اور مستند مذہبی صحیفہ فراہم کیا، جو اسے ہندو یا اسلامی متون سے ممتاز کرتا تھا اور سکھ شناخت کو مزید تقویت بخشتا تھا.

گرو ارجن دیو جی کی شہادت سکھ تاریخ میں ایک اہم موڑ ثابت ہوئی۔ شہنشاہ جہانگیر، جو اپنے والد اکبر کے برعکس غیر مسلم مذہبی رہنماؤں کے ساتھ تنازع میں آیا، نے گرو ارجن دیو پر شہزادہ خسرو کی بغاوت کی حمایت کا الزام لگایا. خسرو کی گرفتاری کے بعد، گرو ارجن دیو کو قلعہ لاہور میں قید کر دیا گیا اور وہیں ان کا انتقال ہوا. ان کی شہادت مغلیہ سلطنت اور سکھ برادری کے درمیان بڑھتے ہوئے تنازعات کی پہلی کڑی تھی. گرو ارجن دیو کی شہادت کو سکھ قوم نے اپنے ایمان اور مذہبی آزادی کے لیے ایک عظیم قربانی کے طور پر دیکھا۔ اس واقعے نے سکھ برادری کو متحد کیا اور ان میں ظلم کے خلاف مزاحمت کا جذبہ پیدا کیا۔ ان کی شہادت نے سکھ مذہب کو ایک پرامن روحانی تحریک سے ایک عسکری دفاعی قوت میں تبدیل کرنے کی بنیاد رکھی، جس کا اثر بعد میں آنے والے گرو صاحبان کی پالیسیوں پر واضح طور پر دیکھا گیا۔ ان کی قربانی نے سکھ شناخت کو مزید مضبوط کیا اور انہیں اپنے عقائد کے دفاع کے لیے تیار کیا۔(3)

گرو ہرگوبند جی (1595-1644)

گرو ہرگوبند جی سکھ مذہب کے چھٹے گرو تھے، جو 1590ء میں گرو ارجن دیو جی کے ہاں پیدا ہوئے. اپنے والد گرو ارجن دیو جی کی شہادت کے بعد، وہ سکھ مذہب کے گرو کے منصب پر فائز ہوئے. گرو ہرگوبند جی 1644ء میں وفات پا گئے.

روحانی، سماجی، مذہبی اور سیاسی خدمات: گرو ہرگوبند جی کا دور سکھ مذہب کی تاریخ میں ایک انقلابی تبدیلی کا آغاز تھا۔ اپنے والد کی شہادت کے بعد، انہوں نے یہ محسوس کیا کہ سکھ برادری کو محض روحانی تعلیمات پر اکتفا کرنے کے بجائے اپنی حفاظت کے لیے عسکری طاقت بھی حاصل کرنی ہوگی۔گرو ہرگوبند نے "میری پیری" کا تصور متعارف کرایا، جس کا مطلب روحانی (پیری) اور دنیاوی/سیاسی (میری) طاقت کا امتزاج تھا. یہ اس بات کی علامت تھی کہ گرو صرف روحانی رہنما نہیں بلکہ اپنے پیروکاروں کے دنیاوی معاملات اور دفاع کے بھی ذمہ دار ہیں. انہوں نے سکھوں کو ایک منظم فوجی طاقت میں ڈھالا، انہیں تلوار اور گھوڑا ساتھ رکھنے کی ترغیب دی، اور خود بھی دو تلواریں رکھتے تھے جو میری اور پیری کی علامت تھیں. انہوں نے اپنے پیروکاروں کے دلوں سے خوف کو نکال باہر کیا اور ان میں بہادری اور شجاعت کی ایسی روح پھونکی کہ وہ ہر وقت ننگی تلوار کی عملی تفسیر بنے پھرتے. انہوں نے اپنے ہاتھ سے شکار کرنے کا شوق بھی پیدا کیا.

گرو ہرگوبند نے امرتسر میں ہرمندر صاحب کے سامنے "اکال تخت" (خدا کا تخت) تعمیر کروایا. یہ سکھوں کے سیاسی اور دینی معاملات کا راز دان تھا، جہاں بڑے بڑے مذہبی سربراہ مذہب کے پیروکاروں کے معاملات کو طے کرتے، ضرورت مند لوگوں کو امداد فراہم کرتے، اور مجرموں کو ان کے کیے کی سزا سناتے. اکال تخت سکھ قوم کی بڑھتی ہوئی خود مختاری اور سیاسی شعور کی علامت تھا، اور یہ وہ مقام تھا جہاں سکھ برادری کے اہم فیصلے کیے جاتے تھے۔ انہوں نے سکھوں کے اندر باہمی تعاون اور بھائی چارے کو فروغ دینے کے لیے اجتماعی دعا کی بنیاد رکھی. اگر کسی سکھ کو کوئی مسئلہ ہوتا تو سکھوں کی ایک جماعت خدا کے حضور دینی گیت گا گا کر اپنی مشکل بیان کرتی. گرو ہرگوبند نے اپنے مذہب کی طرف دوسرے ادیان کے لوگوں کو بلانے کے لیے اپنے مستند شاگردوں کی جماعتیں بھی بنائیں. مغل شہنشاہ جہانگیر نے انہیں گوالیار قلعہ میں قید کیا تھا، جہاں سے وہ 52 ہندو بادشاہوں کے ساتھ رہا ہوئے. اس واقعے کو سکھ "بندی چھوڑ دیوس" کے طور پر مناتے ہیں، جو دیوالی کے ساتھ آتا ہے. یہ واقعہ گرو ہرگوبند کی سیاسی اثر و رسوخ اور مذہبی آزادی کے لیے ان کی جدوجہد کی علامت ہے. گرو ہرگوبند کی یہ تبدیلیاں سکھ مذہب کے ارتقاء میں ایک اہم موڑ تھیں۔ ان کی قیادت میں سکھ برادری نے ایک پرامن روحانی تحریک سے ایک عسکری دفاعی قوت میں تبدیل ہونا شروع کیا، جو مغلیہ سلطنت کی بڑھتی ہوئی persecutions کا براہ راست جواب تھا. اس دفاعی حکمت عملی نے مستقبل میں سکھ قوم کی عسکری طاقت اور سیاسی عزائم کی بنیاد رکھی، جو بالآخر خالصہ کی تشکیل اور سکھ سلطنت کے قیام کا باعث بنی۔(4)

گرو ہر رائے جی (1630-1661)

گرو ہر رائے جی سکھ مذہب کے ساتویں گرو تھے، جو 16 جنوری 1630ء کو کیرت پور صاحب میں پیدا ہوئے. وہ گرو ہرگوبند جی کے پوتے اور بابا گردتہ کے بیٹے تھے. انہیں 8 مارچ 1644ء کو اپنے دادا گرو ہرگوبند کی وفات کے بعد گرو کے منصب پر فائز کیا گیا. گرو ہر رائے جی 6 اکتوبر 1661ء کو کیرت پور صاحب میں 31 سال کی عمر میں وفات پا گئے. ان کے دو بیٹے تھے: گرو ہرکرشن (جو ان کے بعد گرو بنے) اور رام رائے.

روحانی، سماجی، مذہبی اور سیاسی خدمات: گرو ہر رائے جی کا دور نسبتاً پرامن رہا، تاہم انہیں مغلیہ سلطنت کے ساتھ تعلقات میں نزاکتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ گرو ہر رائے نے اپنے پیشروؤں کی روحانی تعلیمات اور تبلیغی سرگرمیوں کو جاری رکھا. اگرچہ سکھ ادب میں ان کی خدمات کی تفصیلات کم دستیاب ہیں، لیکن انہوں نے سکھ مذہب کے پیغام کو پرامن طریقے سے پھیلانے پر توجہ دی. انہوں نے سکھ برادری کو منظم رکھا اور گرو نانک کی تعلیمات پر عمل پیرا رہنے کی ترغیب دی. گرو ہر رائے کے مغل سلاطین کے ساتھ خوشگوار تعلقات تھے، خاص طور پر شہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ. جب شہنشاہ شاہ جہاں کے بیٹوں دارا شکوہ اور اورنگزیب کے درمیان جانشینی کی جنگ چھڑ گئی، تو گرو ہر رائے نے اپنی مضبوط فوجی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دارا شکوہ کی مدد کی. تاہم، اورنگزیب جنگ میں فتح یاب ہوا اور تخت پر بیٹھنے کے بعد گرو ہر رائے کو اپنے دربار میں پیش ہونے کا حکم صادر فرمایا. گرو ہر رائے نے اورنگزیب کے دربار میں خود پیش ہونے سے انکار کر دیا اور اس کے بجائے اپنے بیٹے رام رائے کو بھیج دیا. رام رائے نے اورنگزیب کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ وہ اپنی مقدس کتاب سے اسلام کے خلاف تمام عقائد کو نکال دے گا. اس سمجھوتے کے باعث، جب رام رائے مغل دربار سے واپس ہوا تو گرو ہر رائے نے اسے وراثت سے عاق کر دیا اور اپنے چھوٹے بیٹے ہرکرشن کو جانشین مقرر کیا. یہ فیصلہ سکھ مذہب کی نظریاتی سالمیت اور اصولوں پر کسی بھی قسم کے سمجھوتے سے انکار کی علامت تھا، چاہے اس کی قیمت ذاتی تعلقات کی قربانی ہی کیوں نہ ہو.

گرو ہر رائے جی کی پرامن قیادت اور نظریاتی سالمیت پر ان کا اصرار سکھ مذہب کے ارتقاء میں ایک اہم مرحلہ تھا. انہوں نے ایک ایسے وقت میں سکھ عقائد کی حفاظت کی جب مغلیہ سلطنت کی طاقت عروج پر تھی اور مذہبی آزادیوں پر دباؤ بڑھ رہا تھا۔ رام رائے کو عاق کرنے کا فیصلہ سکھ مذہب کے لیے ایک اہم مثال بن گیا کہ گروشپ کا منصب روحانی پاکیزگی اور اصولوں کی پاسداری کا متقاضی ہے، نہ کہ سیاسی مفادات کا.

گرو ہر کرشن جی (1656-1664)

گرو ہر کرشن جی سکھ مذہب کے آٹھویں گرو تھے، جو 7 جولائی 1656ء کو کیرت پور صاحب، روپ نگر، پنجاب (بھارت) میں گرو ہر رائے اور کشن کور کے ہاں پیدا ہوئے. وہ اپنے والد گرو ہر رائے کے بعد 7 اکتوبر 1661ء کو گرو کے منصب پر فائز ہوئے، اس وقت ان کی عمر صرف 5 سال تھی. گرو ہر کرشن جی 30 مارچ 1664ء کو دہلی میں چیچک کے باعث وفات پا گئے. دہلی میں جس مقام پر وہ ٹھہرے تھے، وہاں اب گردوارہ بنگلہ صاحب موجود ہے.

روحانی، سماجی، مذہبی اور سیاسی خدمات: گرو ہر کرشن جی کی گروشپ کا دور اگرچہ بہت مختصر تھا، لیکن ان کی کم عمری میں قیادت اور دہلی کا سفر سکھ برادری کے لیے اہم تھا. ان کی کم عمری میں گرو بننے کا واقعہ سکھ برادری کے لیے ایک چیلنج تھا، لیکن یہ گروشپ کے روحانی تسلسل پر سکھوں کے ایمان کو بھی ظاہر کرتا تھا. ان کے بڑے بھائی رام رائے نے، جنہیں گرو ہر رائے نے عاق کر دیا تھا، مغل شہنشاہ اورنگزیب سے شکایت کی کہ انہیں گرو نہیں بنایا گیا اور انہیں والد کی جائیداد سے بھی کچھ نہیں ملا. اس شکایت کے نتیجے میں اورنگزیب نے گرو ہر کرشن کو دہلی طلب کیا. گرو ہر کرشن دہلی پہنچے، جہاں وہ ایک بیماری (چیچک) کا شکار ہو گئے اور کم عمری میں ہی وفات پا گئے. ان کی وفات کو سکھ قوم نے ایک قربانی کے طور پر دیکھا، کیونکہ وہ مغل حکمران کے سامنے سکھ اصولوں کی پاسداری کے لیے دہلی گئے تھے. گردوارہ بنگلہ صاحب، جہاں انہوں نے دہلی میں قیام کیا تھا، اب ایک اہم سکھ زیارت گاہ ہے جو ان کی یاد میں تعمیر کیا گیا ہے. گرو ہر کرشن جی کی مختصر گروشپ نے سکھ قوم میں ایک کم عمر اور معصوم رہنما کی قربانی کی علامت کو مضبوط کیا. ان کا دہلی کا سفر، چاہے وہ بیماری کے باعث ختم ہوا، مغل سلطنت اور سکھ برادری کے درمیان بڑھتے ہوئے تعامل اور کشیدگی کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کی وفات نے سکھ عقائد کی پاسداری کے لیے قربانی کے تصور کو مزید گہرا کیا اور بعد میں آنے والے گرو صاحبان کے لیے ایک مثال قائم کی۔(5)

گرو تیغ بہادر جی (1621-1675)

گرو تیغ بہادر جی سکھ مذہب کے نویں گرو تھے، جو 1 اپریل 1621ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے. وہ گرو ہرگوبند جی کے بیٹے اور گرو گوبند سنگھ جی کے والد تھے. انہیں 20 مارچ 1665ء کو گرو کے منصب پر فائز کیا گیا اور انہوں نے 11 نومبر 1675ء تک گروشپ کی خدمات انجام دیں. گرو تیغ بہادر جی کو 11 نومبر 1675ء کو دہلی میں شہنشاہ اورنگزیب کے حکم پر سر قلم کر کے شہید کر دیا گیا. انہیں "نویں نانک" کے طور پر بھی جانا جاتا ہے. (4)

روحانی، سماجی، مذہبی اور سیاسی خدمات: گرو تیغ بہادر جی کی زندگی اور شہادت سکھ تاریخ میں مذہبی آزادی اور انسانی حقوق کے دفاع کی ایک عظیم مثال ہے۔ گرو تیغ بہادر جی کو ایک اصول پسند اور نڈر مجاہد کے طور پر جانا جاتا ہے. وہ ایک اعلیٰ روحانی اسکالر اور شاعر بھی تھے، اور ان کی تحریریں سکھوں کی مقدس کتاب گرو گرنتھ صاحب میں شامل ہیں. (6)

ان کی سب سے اہم خدمت اور قربانی کشمیری برہمنوں کی مذہبی آزادی کے دفاع میں تھی. شہنشاہ اورنگزیب کے دور میں مذہبی جنونیت اور جبری تبدیلی مذہب کا دباؤ بڑھ رہا تھا. جب کشمیری برہمنوں نے گرو تیغ بہادر سے مدد مانگی، تو انہوں نے ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے اپنی جان قربان کر دی. انہیں 'ہند دی چادر' (ہندوستان کی ڈھال) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، کیونکہ انہوں نے نہ صرف سکھوں بلکہ تمام ہندوستانیوں کی مذہبی آزادی کے لیے قربانی دی. ان کی شہادت نے مغلیہ سلطنت اور سکھ برادری کے درمیان تنازعات کو مزید شدت بخشی اور سکھ قوم میں ظلم کے خلاف مزاحمت کا جذبہ مزید بڑھایا. گرو تیغ بہادر کی شہادت، جو مذہبی جنونیت اور ریاستی جبر کا نتیجہ تھی، گرو گوبند سنگھ جی کے لیے ایک براہ راست محرک بنی کہ وہ سکھ برادری کو ایک مضبوط عسکری قوت میں تبدیل کریں. ان کی قربانی نے سکھ قوم کو یہ احساس دلایا کہ اپنی مذہبی آزادی اور وجود کے دفاع کے لیے انہیں فعال طور پر مزاحمت کرنی ہوگی۔ یہ شہادت سکھ مذہب کو ایک پرامن روحانی تحریک سے ایک مکمل عسکری اور سیاسی قوت میں ڈھالنے کے عمل میں ایک فیصلہ کن موڑ ثابت ہوئی۔ گرو تیغ بہادر جی کی قربانی نے سکھ مذہب کی تاریخ میں ایک لازوال باب رقم کیا، جس نے مذہبی آزادی اور انسانی وقار کے دفاع کے لیے سکھوں کے عزم کو مضبوط کیا۔ ان کی شہادت نے سکھ قوم کو ایک نئی سمت دی اور انہیں مستقبل کی جدوجہد کے لیے تیار کیا۔

گرو گوبند سنگھ جی (1666-1708)

گرو گوبند سنگھ جی سکھ مذہب کے دسویں اور آخری انسانی گرو تھے، جو 22 دسمبر 1666ء کو پٹنہ شہر، بہار (بھارت) میں گرو تیغ بہادر اور ماتا گجری کے ہاں پیدا ہوئے. وہ 11 نومبر 1675ء کو اپنے والد گرو تیغ بہادر کی شہادت کے بعد، نو سال کی عمر میں گرو کے منصب پر فائز ہوئے. ان کی تین بیویاں تھیں: ماتا جیتو، ماتا سندری اور ماتا صاحب دیوان، اور ان کے چار بیٹے تھے: اجیت سنگھ، جوجھر سنگھ، زورآور سنگھ اور فتح سنگھ. گرو گوبند سنگھ جی 7 اکتوبر 1708ء کو تخت شری حضور صاحب، ناندیڑ، مہاراشٹر (بھارت) میں وفات پا گئے.

روحانی، سماجی، مذہبی اور سیاسی خدمات: گرو گوبند سنگھ جی کا دور سکھ مذہب کی تاریخ کا سب سے انقلابی دور تھا، جس میں انہوں نے سکھ برادری کو ایک منظم اور عسکری خالصہ پنتھ میں تبدیل کیا. ان کا سب سے اہم کارنامہ 30 مارچ 1699ء کو آنند پور صاحب میں "خالصہ پنتھ" کی بنیاد رکھنا تھا. اس دن انہوں نے سب سے پہلے "پنج پیارے" (پانچ پیارے) کو "امرت پان" (مذہبی مشروب) کروا کر خالصہ میں شامل کیا، اور پھر خود بھی ان پنج پیاروں کے ہاتھوں امرت پان کیا. خالصہ کی تشکیل کا مقصد سکھ مذہب پر بڑھتے ہوئے حملوں اور مغلیہ حکومت کے ظلم و ستم کے خلاف دفاع کرنا تھا. اس اقدام نے سکھوں کو ایک باقاعدہ مذہبی اور عسکری شناخت عطا کی. گرو گوبند سنگھ جی نے اپنی وفات سے ایک سال قبل 1708ء میں یہ حکم نامہ جاری کیا کہ ان کے بعد کوئی انسانی گرو نہیں آئے گا، اور "گرو گرنتھ صاحب" کو ہی ابدی رہبر و رہنما تسلیم کیا جائے گا. اس فیصلے نے سکھ مذہب میں گروشپ کے تسلسل کو ختم کیا اور مذہبی اتھارٹی کو مقدس کتاب میں منتقل کر دیا، جس سے سکھ عقائد کی مرکزیت اور مستقل مزاجی کو یقینی بنایا گیا. ان کے اپنے کلام کو "دسم گرنتھ" کے نام سے مرتب کیا گیا، جس میں "جاپُ صاحب"، "بچتر ناٹک"، "چنڈی چرتر" اور "ظفرنامہ" جیسی اہم تحریریں شامل ہیں. "ظفرنامہ" (فتح کا خط) ان کا مغل شہنشاہ اورنگزیب کو فارسی میں لکھا گیا ایک طاقتور منظوم خط تھا، جس میں انہوں نے اورنگزیب کے غیر مہذب طرز عمل، اس کے ظلم و ستم اور اس کی شکستوں کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا. یہ خط سکھ قوم کی بہادری اور مغل ظلم کے خلاف ان کے عزم کا ایک علامتی اور اخلاقی اعلان تھا.

خالصہ کی تشکیل نے سکھ برادری کو ایک جنگجو قوم میں تبدیل کیا، جو ظلم کے خلاف لڑنے اور مذہبی آزادی کا دفاع کرنے کے لیے تیار تھی. یہ گرو تیغ بہادر کی شہادت کا براہ راست ردعمل تھا. گرو گوبند سنگھ کی قیادت نے سکھ قوم میں خود مختاری اور سیاسی عزائم کی بنیاد رکھی، جو بعد میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے تحت "خالصہ سرکار" (سکھ پنجابی بادشاہت) کے قیام کا باعث بنی. گرو گوبند سنگھ جی کی خدمات نے سکھ مذہب کو ایک مکمل اور خود مختار مذہب کی شکل دی۔ انہوں نے سکھ قوم کو ایک منفرد شناخت، ایک منظم عسکری ڈھانچہ اور ایک ابدی روحانی رہنما (گرو گرنتھ صاحب) فراہم کیا، جس نے انہیں مستقبل کے چیلنجز کا سامنا کرنے کے لیے تیار کیا۔ ان کے اقدامات نے سکھ مذہب کو محض ایک روحانی تحریک سے ایک طاقتور سیاسی و عسکری قوت میں تبدیل کر دیا، جو ظلم کے خلاف مزاحمت اور مذہبی آزادی کے دفاع کے لیے پرعزم تھی۔سکھ مذہب کے دس پیشواؤں کی زندگیوں اور خدمات کا تجزیہ ہمیں اس مذہب کے ارتقائی سفر، اس کے بنیادی اصولوں کی گہرائی، اور ہندوستانی سماج پر اس کے دیرپا اثرات کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ تجزیہ گرو صاحبان کی تعلیمات کی عصری معنویت اور ان کے اقدامات کے طویل المدتی اثرات پر روشنی ڈالتا ہے۔(7)

حوالہ جات

1-نور احمد چشتی،تحقیقات چشتی،الفیصل ناشران، لاہور،2006

2-نریندر کرشن سنہا،رنجیت سنگھ،ترقی اُردو بورڈ،نئی دہلی،1977

3-کہنیا لال ہندی،تاریخ پنجاب،مجلس ترقی ادب کلب روڈ - لاہور،1989

4-بوٹہ شاہ،محی الدین ،تاریخ پنجاب (مشتمل بر بنج دفاتر)کتاب خانہ،مرکزی دانشگاہ پنجاب

5-سوہن لعل،لالہ عمدۃ التواریخ ،دفتر دوم :لاہور منش گوبند سہای گنیش پرکاش،دفعہ اول،1888

6.Khushwant Singh, (1970), Seneet wiz Singh, Homage to Guru Gobind Singh

7.Khushwant Singh, (2004), A History of the Sikh, Oxford: University Press